ریاض الحسن نوری ایم اے

اشتراکی مغالطے اور ان کا دفعیہ

قسط (۳)

حدیثِ رسول میں دجل و تحریف

مسعود صاحب نے ۲۰ فروری کی قسط میں بخاری کی ایک حدیث بیان کی ہے(۱)۔ اس میں اپنی طرف سے اضافے کیے ہیں اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھا ہے، مثلاً مسعود صاحب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ فقرہ منسوب کیا جو زمین کی کاشت سے متعلق ہے "یعنی" اس کے کسی حصہ کو بغیر کاشت کے نہیں چھوڑنا چاہیے"۔ یہ فقرہ بخاری کی کسی حدیث میں موجود نہیں ہے، بلکہ یہ مسعود صاحب کا اپنا قول ہے جو وہ رسول اللہؐ کی طرف منسوب کر کے دجل و تحریف کا ارتکاب کر رہے ہیں، پھر آخر میں ایک اور فقرہ اپنی طرف سے الحاق کیا ہے یعنی "ہمیں اس سے کوئی واسطہ نہیں" یہ فقرہ بھی مسعود صاحب نے خود گھڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے، کیا رسول اللہؐ پر جھوٹ بولنے والے اور ان کی حدیثوں میں مارکس کی تائید کے لئے اضافے کرنے والے ایسے شخص کو اسلامی حکومت میں کسی بھی محکمہ کا افسر رہنا چاہیے؟

امام ابو حنیفہؒ پر جھوٹ

مسعود صاحب اپنے مضمون کی دوسری قسط میں لکھتے ہیں "وہ امام ابو حنیفہؒ کے خیال میں ایک شخص کو اپنے پاس صرف اتنی زمین رکھنی چاہیے، جس پر وہ خود کاشت کر سکتا ہو"۔

یہ قول امام ابو حنیفہؒ کی طرف غلط منسوب کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نقد ٹھیکے پر

(۱) اس حدیث کی تشریح اور مکمل بحث کے لئے مسلم شرح نووی دیکھی جا سکتی ہے، ابن خزیمہ نے بھی جواز میں کتاب لکھی ہے اور ابن حزم نے محلی میں کتاب المزارعۃ میں بڑے شد و مد سے جواز ثابت کیا ہے، فتح الباری بھی دیکھنی چاہیے۔

زمین دینے کو بالکل جائز سمجھتے تھے۔

امام ابو یوسف لکھتے ہیں،

اجارة أرض بيضاء بدراهم مسماة سنة أو سنتين فهذا جائز والخراج على رب الأرض في قول أبي حنيفة رضي الله عنه وان كانت أرض عشر فالعشر على رب الأرض وكذالك قال ابو يوسف في الاجارة الخراج اما العشر فعلى صاحب الطعام۔ (۱)

ترجمہ: "سفید زمین کو مقررہ نقد دراہم کے عوض سال یا دو سال کے لئے ٹھیکہ پر دینا جائز ہے اور خراج مالک زمین کے ذمہ ہوگا اور اگر زمین عُشری ہے تو عشر مالک زمین کے ذمے ہوگا۔ یہ قول امام ابوحنیفہ کا ہے۔ اور ابو یوسف نے بھی یہی بات ٹھیکہ والی زمین کے خراج کے متعلق کہی ہے، لیکن ان کے نزدیک عُشری زمین ہو تو عشر وہ دے گا جو فصل لے گا۔"

امام ابو یوسفؒ اپنی کتاب الخراج محولہ بالا کے صفحہ ۸۸ پر لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ مزارعت کو مکروہ جانتے تھے، پھر صفحہ ۹۱ پر لکھتے ہیں کہ اگر کوئی اپنی زمین کسی کو مزارعت پر دیدے تو پھر امام ابوحنیفہ کے نزدیک مالک زمین کو چاہیئے کہ کام کرنے والے کو اجرت دے اور خراج بھی مالک زمین کے ذمے ہوگا۔ اور زمین عُشری ہو تو عُشر بھی مالک زمین کو دینا پڑے گا۔ یعنی فصل مالک زمین لے گا۔ اور عشر ادا

(۱) صفحہ ۹۰ کتاب الخراج مؤلفہ امام ابو یوسف مطبوعہ بولاق ۱۳۰۲ھ/ یاد رہے کہ امام شوکانی نے ابن تیمیہ سے نقل کیا ہے کہ زمین کو اجارہ پر دینا اجماع سے ثابت ہے۔ اور مفت زمین دینا ہرگز واجب نہیں (صفحہ ۲۹ جلد نمبر ۵ نیل الاوطار) مزید ابن منذر سے نقل کیا ہے کہ صحابہ کا نقد ٹھیکے کے جواز پر اجماع تھا (صفحہ ۲۹۰ نیل الاوطار)

کسے گا۔ اور مزارع کو اس کا حق خدمت دیا جائے گا (یعنی کہ اس نے محنت کی ہو گی۔(۱)

جب امام ابو حنیفہ کا مسلک وہ ہے، جو اوپر بیان ہوا، تو آخر مسعود صاحب کس طرح ان سے یہ بات منسوب کر رہے ہیں کہ وہ مزارعت کے قائل نہیں تھے، واقعہ یہ ہے، نقد ٹھیکہ بھی زمینداری ہے۔ اور مزدور سے کام کروانا بھی زمینداری ہے، امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ سب جائز ہے۔

امام ابو یوسفؒ پر الزام

مسعود صاحب لکھتے ہیں،

"... ملوکیت انتہا کو پہنچ گئی تھی۔ ان حالات میں امام ابو یوسف کے لئے مزارعت کے خلاف رائے قائم کرنا ممکن نہ تھا"

اصل میں مسعود صاحب کہنا یہ چاہتے ہیں کہ امام ابو یوسف دولت مندوں کے ایجنٹ تھے، لیکن اس خیال سے کہ پاکستان میں حنفیوں کی کثرت ہے۔ انہوں نے سرمایہ داروں کے ایجنٹ والی بات بڑی ہوشیاری اور چالاکی سے پیش کی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر ان کے زمانے میں ملوکیت انتہا کو پہنچ گئی تھی (۲)۔ تو بطور وارث انبیاء کے ان کا فرض تھا کہ وہ حق بات کہیں نہ یہ کہ دولت مندوں کے ڈر سے مسئلہ بدل دیں، مسعود صاحب کے زعم میں خود ان کے لئے یہ بات بیسویں صدی میں تو کہنا ممکن ہے، لیکن قرونِ اولیٰ میں امام ابو یوسف جیسے عالم کے لئے حق بات کا فتوے دینا ممکن نہ تھا۔

---

(۲) "ملوکیت" کے لحاظ سے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے زمانوں میں کوئی فرق نہ تھا۔ دونوں ہم عصر اور استاذ شاگرد تھے۔

(۱) یعنی امام ابو حنیفہ کاشت کاروں کو فصل دینے کے لئے نہیں کہ رہے جیسا کہ مسعود صاحب کا نظریہ ہے۔ بلکہ، مسعود صاحب کے برعکس فتوے دے رہے ہیں۔

دراصل امام ابو یوسفؒ جانتے تھے کہ امام ابو حنیفہؒ نے کمال احتیاط اور تقویٰ کی بنا پر اور اس خیال سے کہ کہیں زمیندار مزارع سے کوئی ایسی شرط نہ کر سکے کہ اچھی زمین کی فصل میری ہوگی اور خراب زمین کی تیری۔ انہوں نے نقد ٹھیکہ کو ترجیح دی اور مزارعت کی صورت میں یہ بہتر سمجھا کہ فصل ساری مالک زمین لے لے اور مزارع کو مزدوری مل جائے، جب ابو یوسف اور امام محمد نے خود امام ابو حنیفہؒ کے دلائل اور احادیث کے نئے نئے طریق دیکھے تو صاحبین بھی امام احمد حنبل کی طرح مزارعت اور نقد ٹھیکے دونوں کو یکساں طور پر جائز اور بہتر سمجھنے لگے، یہ کہنا کہ حالات سے مجبور ہو کر ملوکیت کے اثر سے انہوں نے فتوےٰ بدلا۔ یہ بات امام ابو یوسف پر شرمناک حملہ ہے امام ابو یوسف مزارعت کو جائز قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ "ہم نے اس سلسلے میں جو سب سے مستقیم بات سنی ہے وہ یہ کہ مزارعت جائز ہے۔ اور ہم نے اس سلسلے میں ان احادیث کا اتباع کیا ہے جو خیبر میں مساقاۃ کے متعلق آئی ہیں۔ کیونکہ وہ ہمارے نزدیک زیادہ صحیح ہیں اور زیادہ عام ہیں بہ نسبت ان کے جو اس کے خلاف ہیں"[1]

امام احمدؒ بن حنبلؒ کا طرزِ عمل

یاد رہے کہ امام احمد حنبلؒ چاروں اماموں میں سب سے زیادہ زاہد اور فقیر تھے، کسی امیر کا کھانا تک نہ کھاتے تھے اور خلیفہ کا کھانا بھی نہ کھایا۔ سب سے زیادہ ظلم قید اور کوڑے خلیفۂ وقت کے حکم سے انہوں نے کھائے "ملوکیت" نے ان پر جتنا ظلم کیا۔ کسی پر نہ کیا ہو گا۔ لیکن یہی مظلوم امام مزارعت اور نقد ٹھیکہ کے جواز

(۱) صفحہ ۸۹ رکتاب الخراج۔ یعنی۔ یہاں پر مسعود صاحب امام ابو یوسف کو جھوٹا قرار دے کر ان کو کہہ رہے ہیں کہ انہیں تم نے تو حالات سے مجبور ہو کر فتویٰ دیا ہے، حالانکہ ابو یوسف فرماتے ہیں کہ ہم نے زیادہ صحیح اور زیادہ کثرت سے روایت شدہ احادیث کی روشنی میں فیصلہ کیا ہے کیا مسعود صاحب ابو یوسف کے دل کا حال ان سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

کا فتوے دیتے اور حق میں دلائل فراہم کرتے تھے۔ ان کا بڑے سے بڑا دشمن بھی ان کو سرمایہ داروں کا ایجنٹ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ نہ انہوں نے کبھی سرکاری عہدہ قبول کیا اور نہ سرکاری روپیہ بلکہ ساری عمر فقیری کی حالت میں خلیفہ کے ظلم سہے، کیا مسعود صاحب ان سے زیادہ قرآن کو جاننے والے اور غریبوں کے ہمدرد ہو سکتے ہیں، جو شخص کہ انگریزوں کی نوکری کرتا رہا ہو۔ اور انگریزی حکومت کو اپنی نوکری سے استحکام بخشتا رہا ہو۔ وہ امام احمد حنبل وغیرہم کے منہ آتا ہے ائمہ سلف پر اعتراض کرتا ہے۔ اور ان کے سامنے آکر اپنی قرآن فہمی اور حدیث فہمی کا دعوے کرتا ہے، ع

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو!

موجودہ دور اور زمینداری

آج کل دراصل خود کاشت کا وہ مسئلہ اور وہ صورت ہی نہیں رہی جو کچھ عرصہ پہلے تھی۔ اب تو بڑے بڑے زمیندار سینکڑوں ایکڑ کے مالک خود ہی ملازم رکھ کر بذریعہ ٹریکٹر کاشت کر رہے ہیں۔ ٹریکٹر سے ایک عورت بھی خود کاشت کر سکتی ہے، بلکہ کر رہی ہے" اخبار خواتین" میں اس کی تفاصیل آچکی ہیں۔

پھر زمینداری چاہے مزارعت کے طریق پر ہو۔ چاہے نقد ٹھیکہ پر دونوں میں اقتصادی لحاظ سے کوئی خاص فرق نہیں ہے۔

آج کل تو بڑے بڑے جاگیرداروں کے لئے خود کاشت زیادہ نفع بخش ہے، یہ لوگ فارم منیجر رکھ کر ٹریکٹروں کے ذریعے سے کاشت کرا رہے ہیں۔ مزارعت اور نقد ٹھیکے پر تو اکثر وہ لوگ زمین دیتے ہیں جن کی زمین اتنی تھوڑی ہے کہ اگر وہ خود کاشت کریں تو گذارہ کے لئے کافی نہیں ہوتی، مثلاً گاؤں میں پرائمری کا ماسٹر ہے۔ اس کی چند ایکڑ زمین ہے۔ جو اس کے گذارہ کے لئے کافی نہیں، وہ اپنی قلیل زمین کو ٹھیکہ پر دے دیتا ہے اور باقی تھوڑی سی تنخواہ جو اسکول سے ملتی ہے اس کو ٹھیکہ کی رقم میں ملا کر اپنی گذر بسر کر لیتا ہے۔ اگر ایسے لوگوں سے زمین چھین لی جائے تو یہ ظلم نہیں تو کیا ہو گا؟

پھر دیکھئے ایک کاشت کار مر جاتا ہے۔ اور بیوی بچے چھوڑ جاتا ہے۔ اس کی بیوی اور بچے زمین کو ٹھیکہ یا مزارعت پر دے کر تنگی ترشی سے گذر اوقات کر لیتے ہیں۔ جب تک بچے بڑے نہیں ہوتے اس وقت تک اسی ٹھیکہ کی رقم سے ان کا گذارہ چلتا ہے۔ اب اگر ان کی زمین حکومت چھین کر دوسروں کو دیدے اور بیوہ اور یتیم کو خیرات پر گذارہ کے لئے مجبور کر دے تو یہ کون سی انسانیت اور انصاف ہوگا؟

ہم جاگیرداروں اور بڑے زمینداروں کے طرفدار نہیں ہیں۔ بڑی بڑی جاگیریں انگریزوں کی وفاداری سے حاصل ہوئی تھیں۔ ان کی مناسب طریقے سے تقسیم عمل میں آنی چاہئے۔ اسی طرح بڑے بڑے زمیندار فریب سب ہی حرام کمائی یا قانون وراثت پر صحیح طور پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے بنے ہیں۔ یہ لوگ ہمیشہ اسلامی اقدار کو روندتے رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو قرآن و سنت کی روشنی میں قرار واقعی سزا ملنی چاہیئے۔ ایسے لوگ اسلام کے نام پر کلنک کا ٹیکہ ہیں۔

کاشتکاروں کی بھلائی کا اسلامی قانون

احادیث صحیحہ کی رُو سے جو شخص کسی غیر آباد بنجر زمین جو کسی کی ملکیت نہ ہو۔ اس کو کاشت کر کے یا مکان بنا کر آباد کر لے تو وہ زمین اس کی ملکیت بن جاتی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کے لئے حکومت کی اجازت کی ضرورت ہے لیکن دیگر جمہور ائمہ کے نزدیک حکومت کی اجازت کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ آباد کرنے پر آباد کرنے والا مالک بن جائے گا۔ اور اگر حکومت کسی کو ایسی زمین دے گی تو تین سال کے اندر اندر اس کو آباد کرنا لازم ہوگا۔ ورنہ وہ کسی اور کو دے دی جائے گی جو اس کو آباد کرے۔ لیکن ایک دفعہ آباد کر لینے کے بعد حکومت کو اس سے چھیننے کا کوئی حق نہیں۔ ایسا مالک اس زمین کو فروخت بھی کر سکتا ہے۔ اور پٹہ پر بھی دے سکتا ہے۔ اور اس زمین میں وراثت بھی جاری ہوگی۔ احیاء الارض کے مسئلہ پر یحییٰ بن آدم نے تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ یہ وہ یحییٰ بن آدم ہیں جن کو سوشلسٹ رحمت اللہ طارق صاحب

اپنی کتاب میں محدث اعظم کا خطاب دیتے ہیں۔ یحییٰ بن آدم کہتے ہیں کہ ایسی بنجر اور عادی زمین کو آباد کرنے کے بعد جو ملکیت حاصل ہوتی ہے، وہ ابدی ہوتی ہے۔ ان کے خاص الفاظ یہ ہیں۔

"فھذہ لصاحبھا ابداً، لا تخرج من ملکه وان عطلھا بعد ذلك، لان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: ..... (من احیا ارضاً فھی له) فھذا اذن من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فیھا للناس فان مات فھی لورثته وله ان یبیعھا ان شاء (۱)

("پس یہ زمین ہمیشہ کے لئے اس کی ملکیت ہو جائے گی۔ اور اگر وہ بعد میں زمین کو بیکار خالی بھی ڈالے رکھے تو اس کی ملکیت سے خارج نہ ہوگی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے (عادی) زمین کو آباد کیا وہ اس کی ہو جائے گی، پس یہ اجازت ہے تمام لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ اگر مالک مر جائے تو یہ زمین اس کے وارثین کی ہوگی۔ اور مالک اس زمین کو فروخت کرنے کا بھی مجاز ہوگا")

اب اگر ہماری حکومت شریعت کے اس قانون کی رُو سے آبادی سے دور بنجر زمینوں کو جو کسی شخص کی ذاتی ملکیت نہیں ہیں ان کو کاشت میں لانے اور ان پر مکان بنانے کی عام اجازت دیدے یا خود مستحق لوگوں کو بلا حیل وحجت الاٹ کر دے تو ایک طرف غریب کاشت کاروں کو زمین مہیا ہو جائے گی۔ وہ اس پر کچے مکان بھی بنا سکیں گے، اور کاشت بھی کر سکیں گے، پھر آبادی کا مسئلہ بھی بآسانی حل ہو سکتا ہے، دیگر یہ کہ زمین وافر اور زیر کاشت ہونے سے پیداوار بھی بڑھے گی۔ اس کے علاوہ زمیندار

(۱) صفحہ ۹۰ کتاب الخراج یحییٰ بن آدم القرشی المتوفی ۲۰۳ھ گویا مصنف دوسری صدی ہجری کے محدث ہیں۔

اے نام ٹھیکہ کے عوض اپنی زمینوں کو کاشت پر دینے پر مجبور ہو جائیں گے اور غریب کاشت کاروں
کے حصے میں اضافہ ہو جائے گا۔ کیونکہ جب بنجر زمینوں کی کاشت کی عام اجازت ہوگی تو کاشت کار یا
بنجر زمینوں کو آباد کریں گے، ورنہ ان کو معمولی اور آسان شرائط پر زمیندار زمین دینے پر مجبور ہوں گے
اس اسکیم پر عمل کرنے سے نہ آبادی میں اضافے کا خوف رہے گا اور نہ زمیندار کے ظلم کا۔ لیکن کوئی
اسلامی نظام اپنائے تو جب ہی یہ فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن ۔

مآلِ زندگی اَب تک بھی تجھ پہ مبہم ہے؟

عبدالرحمن عاجزؔ رحمانیہ دارالکتب لائل پور

ہر ایک ذکر سے ذکرِ خدا معظم ہے
ہر ایک فکر سے فکرِ عدم مقدم ہے

ترے مریض کی یہ بے بضاعتی، توبہ
نہ دل میں خون کا قطرہ، نہ آنکھ میں نم ہے

ترا ہی ذکر ہے وجہ سکون قلب و نظر
تری ہی یاد مرے زخم دل کا مرہم ہے

وہی ہے حبِّ محمد میں کامل و صادق
ہر ایک حکمِ محمد پہ جس کا سر خم ہے!

قرار کیسے ہو دل کو جب اس کا علم نہیں
مرے نصیب میں جنت ہے یا جہنم ہے

کھڑی ہے سر پہ اجل زندگی ہے پابہ رکاب
نہ کوئی رختِ سفر ہے نہ کوئی ہمدم ہے،

گزر گیا ہے، لڑکپن، شباب ختم ہوا
مآلِ زندگی اب تک بھی تجھ پہ مبہم ہے؟

عجیب منظرِ باغِ جہاں ہے اے عاجزؔ
ہر ایک سینۂ گل میں مزارِ شبنم ہے!